رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ط

ظلمتیں کافور ہوجاینگی الکدن دیکھنا | عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا | میں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں ہوں

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا ✦ (الہام مسیح موعود)

الفضل

پیشگی مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو ✦

چندہ غیر ممالک سے (سات روپے)

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۳ | مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۱۵ء (بروز پنجشنبہ) مطابق ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۳۳ھ | نمبر ۱۹

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

خاندان نبوت میں بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت ہے ✦

گو ایک ہی دن قریباً ڈیڑھ گھنٹہ بارش ہوئی ہے لیکن اردگرد کی تمام ڈھاب بھر گئی ہے۔ اور قادیان جزیرہ نما بنا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ مضافات میں بہت بارش ہوئی ہے ✦

جن احباب کو خدا تعالیٰ نے قادیان میں یا باہر اعتکاف بیٹھنے کی توفیق بخشی ہے۔ ہم ان سے امید کرتے ہیں کہ وہ سلسلہ کی ترقی حضور امام اولوالعزم کی صحت۔ خاندان نبوت اور سلسلہ کے مصیبت زدگان اور تمام ان روکوں کے لئے جو سلسلہ کی ترقی میں سد راہ ہوں۔ خاص طور پر دعائیں کرینگے ✦

مکرم ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی ایڈیٹر الفضل ہفتہ عشرہ کے لئے اپنے وطن تشریف لیگئے ہیں ✦

اخبار احمدیہ

جہلم سے فضل کریم صاحب کے ۱۹ و ۲۰ جولائی کی شب کو چوری سے زیورات اور نقدی کا نقصان ہوگیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مال مسروقہ کو برآمد کرادے ✦

امروہہ سے محمد یعقوب صاحب مولانا مولوی محمد احسن صاحب کی علالت کا ذکر کرتے ہوئے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ احباب درد دل سے دعا کریں اللہ تعالےٰ ایسے مفید اور پاک وجودوں کو عمر دراز عطا فرماوے ✦

سرینگر میں حافظ نورالدین صاحب کا مولوی شریف اللہ صاحب مفتی اعظم سری نگر سے مباحثہ ہوا۔ بفضلہ تعالےٰ حافظ صاحب کی باتوں کا مفتی صاحب جواب نہ دیسکے۔ اور آخر کہنے لگے۔ کہ ہمیں مرزا صاحب کی کوئی کتاب دکھلادیں۔ پھر حافظ صاحب کی گفتگو وفات مسیح پر ایک اور مولوی صاحب سے ہوئی وہ بھی قرآن کریم سے حیات مسیح کا ثبوت نہ دیسکے ✦

ایرار سٹیٹ سے محمد عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک معاملہ میں دعا کے لئے درخواست کی تھی۔ حضور کی دعا میرے حق میں قبول ہوکر ترقی ایمان کا باعث ہوئی ✦

باہمنیاں (ضلع جالندھر) سے چند احباب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھتے ہیں کہ دریا کے چڑھاؤ سے گاؤں کے لوگوں میں پریشانی پھیلی ہوئی تھی۔ اب حضور کی دعا سے بالکل جاتی رہی ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک ✦

لاہور سے خدا بخش صاحب اپنے بھائی وزیر محمد صاحب کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں کیونکہ وہ چند ایام سے بعارضہ بخار و دیگر امراض بیمار ہیں احباب دعا کریں اللہ تعالیٰ صحت بخشے ✦

مونگھیر سے مولوی خلیل احمد صاحب حسب الارشاد حضرت خلیفۃ المسیح بعد از رمضان المبارک باریسال بغرض تبلیغ تشریف لے جائینگے ✦

مالابار سے اے احمد احمدی دعا کے لئے درخواست کرتے ہیں

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر شائع ہوا)

کہ اللہ تعالیٰ معاندین و مخالفین کی مخالفت کو دور کرے ۔

بلب گڈھ میں جو مباحثہ ہوا تھا۔ اور جس کے متعلق مولوی ثناء اللہ صاحب نے لکھا تھا کہ چار آدمی احمدیت سے تائب ہو گئے ہیں اس کے نتیجہ میں بفضلہ بہت سے آدمیوں نے بیعت کی ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ انشاء اللہ العزیز انکے اسماء دوسرے پرچہ میں چھپ جائینگے ۔

چونیاں ضلع لاہور سے عبداللہ خان صاحب گرداور لکھتے ہیں کہ چند غیر مسلم رؤساء اور سرداروں سے میری گفتگو ہوئی ایک ان میں سے کہنے لگے۔ اگر بارش نہ ہوئی تو کیا ہو گا۔ مینے کہا آپ صرف بارش کی نسبت کہتے ہیں ذرا یورپ کی طرف نظر کریں۔ کس قدر مخلوق جنگ کی نذر ہو رہی ہے۔ اور کیسی تباہی برپا ہے۔ پھر اس جنگ کے متعلق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی ہے۔ اس کے اشعار پڑھ کر سنائے۔ اور حضرت کی مختلف پیشگوئیاں جواب تک پوری ہو چکی ہیں وہ بھی مفصل سنائیں جب انہیں ان باتوں کے سننے کے لئے بہت مشتاق پایا۔ تو انہوں نے حضرت مسیح موعود اور فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی نسبت حالات دریافت کیئے۔ مینے بھی موقع پا کر اچھی طرح ذہن نشین کئے۔ اور گورو نانک علیہ الرحمۃ کی پیشگوئی جو مرزا صاحب کے متعلق تھی وضاحت سے سنائی

منصوری سے حافظ عبدالمجید صاحب نے خوشی کی خبر تحریر فرماتے ہیں کہ انکے بڑے بھائی صاحب سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حافظ صاحب موصوف کی چار پانچ سال کی لگاتار کوشش کو عجیب طور پر بار آور کیا ہے۔ یعنی ایک غیر احمدی مولوی کے عملی نمونہ کو دیکھ کر جس پر انہیں بڑا اعتبار تھا۔ احمدی ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ پرسوں تک انہوں نے مسجد میں غیر احمدیوں کو تراویحوں میں قرآن شریف سنایا۔ لیکن کل سے اب ہمارے امام ہیں۔ اور ہم لوگوں کو قرآن شریف سناتے ہیں ۔

سکھیلی ضلع گوجرانوالہ سے محمد رشید خان صاحب لکھتے ہیں سب جماعتوں کو اطلاعاً عرض ہے کہ گوجرہ کی احمدی جماعت کے سکرٹری اخویم مکرم سید عابد علی شاہ صاحب مقرر کئے گئے ہیں۔ کیونکہ اکثر ممبر بمعہ پریزیڈنٹ جماعت احمدیہ گوجرہ اور ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب سکنڈ ماسٹر رخصتوں پر تشریف لے گئے ہوئے ہیں ۔

فتاویٰ احمدیہ

ایک دوست نے خلیفہ ثانی کی خدمت میں لکھا کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کے سب دعاوی کا مصدق ہو مگر بیعت نہ کی ہو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں ؟

جواب میں حضور نے لکھوایا۔ غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ حضرت صاحب کے سب دعاوی کو بھی مانتا ہو۔ نماز جائز نہیں۔ اور ایسا شخص سب دعاوی کو مان بھی کس طرح سکتا ہے جو حضرت صاحب بلکہ خدا کا صریح حکم ہوتے ہوئے آپ کی بیعت نہیں کرتا ۔

ایک دوست نے چند سوال لکھے۔ مولانا سید سرور شاہ صاحب نے حسب الحکم خلیفۃ المسیح انکے جوابات لکھے۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں :-

سوال اوّل - بلا اعتقاد کے مزار یعنی قبر کے بالمقابل نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں ؟

جواب :- مزار یعنی قبر کو جانتے ہوئے اس کے بالمقابل نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ خواہ اس کے خیال میں اس مزار اور قبر کی تعظیم نہ بھی ہو ۔

سوال دوم - کیا بلا ضرورت کوئی شخص ننگے سر نماز ادا کر سکتا ہے

جواب - نماز میں یوں تو اچھا لباس پہننے کا حکم ہے جیسا کہ خذوا زینتکم عند کل مسجد۔ باقی نوافل اور گھر کی نماز میں بدوں ضرورت کے محض جواز کے طور پر ایک چادر میں بھی پڑھنا ثابت ہوتا ہے ۔

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے مروجہ رسومات شادی کے متعلق چند امور دریافت کئے۔ جو بمعہ جوابات درج ذیل ہیں :-

سوال اوّل - عام طور پر رسم ہے کہ اپنے رشتہ داروں کو شادی کی تاریخ سے اطلاع دینے کے لئے لاگی (یعنی کمی کام کرنیوالے) کے ہاتھ گڑ وغیرہ بھیجتے ہیں جسکو گنڈھ کہتے ہیں اگرچہ تاریخ کی اطلاع بذریعہ کارڈ بھی دیجا سکتی ہے لیکن اس کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ لاگی کو کچھ مل جائے۔ اور پھر انکے لاگیوں کو گھر والا دیتا ہے۔

جواب :- فرمایا لغو ہے ۔

سوال دوم - تاریخ شادی سے چند دن پہلے لڑکے یا لڑکی کی مایاں کرتے ہیں کیا یہ رسم جائز ہے یا ناجائز ؟

جواب - اگر لڑکی کی مالش وغیرہ مراد ہے تو ہر ایک طب یوں جس سے اس کی شکل و صورت میں درستی ہو جائے ہے۔ اور اگر بے وجہ کچھ کرنا بطور رسم مراد ہے تو درست نہیں ۔

سوال سوم - شادی کے دن یا شادی سے ایک دن پہلے کھارے کی رسم کرتے ہیں۔ اس کے متعلق کیا طریق ہے۔ اور یہ رسم بھی جائز ہے یا نہیں ؟

جواب - میں اس رسم کو جانتا نہیں ہاں ہر رسم بدعت ہے بطور رسم کوئی بات جائز نہیں ۔

سوال چہارم - جہیز میں کیا کیا چیزیں دیتے ہیں اور قادیان میں اس کا کیا دستور ہے ؟

جواب - قادیان میں کوئی خاص چیز نہیں دیجاتی۔ اشیاء کا مخصوص کرنا خود ایک رسم ہے یہاں ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے مطابق جو اس نے دینا ہو لڑکی کو دیتا ہے ۔

سوال پنجم - حجام۔ ماشکی۔ خاکروب وغیرہ ملازم لوگوں سے ماہواری تنخواہ لیکر کام کرتے ہیں کیا شادی وغیرہ کے موقعہ پر انکو لاگ دئے جاتے ہیں ؟

جواب - نوکروں کو کچھ دیدینا برا نہیں خوشی کے موقعہ پر یہ لوگ ضرور طالب ہوتے ہیں اور ایک حد تک مستحق بھی۔ ہاں طرف ثانی سے لیکر دینا رسم میں داخل ہے اور ایک حد تک کمینگی میں داخل ہے ۔

خبریں

معرکہ وارسا

لنڈن ۲۹ جولائی - امسٹرڈم۔ تسخیر وارسا کے لئے تاحال لڑائی ہو رہی ہے۔ اہم مقامات میں جرمنوں نے نہ صرف کچھ ترقی ہی نہیں کی بلکہ برلن کی سرکاری اطلاع کے بیان کے بموجب جرمن تسلیم کرتے ہیں کہ روسیوں نے پے درپے حملے کئے اس میں مذکور ہے کہ نمین کے شمال کی طرف حالت غیر متغیر ہے ۔

روسی - آسٹریا اور جرمنی کی جارحانہ کارروائی کو تاحال روکے ہوئے ہیں ایک روسی سرکاری اطلاع مورخہ ۲۸ جولائی مظہر ہے کہ صوبجات بالٹک میں متاؤ کے مغرب اور جنوب میں بیرونی جوکیوں کی کارروائیاں روسیوں کے مفید مطلب انجام پائیں اور دشمن جو یونیوٹز کی طرف سے آگے بڑھ رہا تھا۔ روک دیا گیا ۔

اخبار ڈیلی نیوز کو پٹرو گراڈ سے جو خبر موصول ہوئی ہے اس سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۵ - اگست ۱۹۱۵ء

مسیحیّت کا حملہ اور اُس کا اندفاع

گذشتہ پرچہ میں ہم ناظرین کرام کو بتا چکے ہیں کہ عیسائی مشنری صاحبان اپنی متفقہ کوشش سے مُسلمانان ہند کو عیسائیت کی دعوت دینے کی تیاری کر رہی ہیں کیونکہ انکی نظر میں اسوقت مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کسی اور مذہب کی تلاش میں سرگرداں اور شک و شبہ کے جال میں گرفتار ہیں۔ عیسائی مبصرین کا یہ قیاس اگر حرف بحرف صحیح ماننے میں کسی کو تامل ہو تو اس کے ماننے میں کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ مسلمان اپنے مذہب سے بیگانہ اور ناواقف ہونے کی وجہ سے واقعی اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ عیسائی صاحبان کی کششش سے اپنی جگہ سے نہ ہل سکیں لیکن اسلام جو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک مذہب ہے۔ وہ چونکہ ہر ایک قسم کی کمزوری اور نقص سے پاک اور راستی اور صداقت کی مضبوط چٹان پر قائم ہے اس لئے اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اسلام کی اس برتری اور فوقیت کا ثبوت دینے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو ہر صدی میں مبعوث فرماتا رہا ہے۔ جنہوں نے اسلام کی منوّر کرنوں سے ظلمات کے سیاہ بادلوں کو پھاڑ دیا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں چونکہ عیسائیوں کی اُن تمام کوششوں اور ارادوں کا ظہور ہونا تھا۔ جو وہ اسلام کے خلاف کر سکتے تھے۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اس زمانہ میں جس انسان کو مبعوث فرمایا۔ اس کا سب سے بڑا کام ہی یہی رکھا کہ کسر الصلیب یعنی صلیبی عقائد کی دلائل قویہ سے تردید کرنا۔ ہر ایک وہ شخص جو اس زمانہ میں عیسائی صاحبان کی تبلیغی کوششوں اور ارادوں سے تھوڑی سی بھی واقفیّت رکھتا ہے آسانی سے اسبات کا اندازہ لگا سکتا ہے کہ آج سے پیشتر کبھی ایسی کوششیں انکی طرف سے ظہور میں نہیں آئیں۔ اور یہ بھی صاف بات ہو کہ اس زمانہ میں مُسلمانوں کی مذہبی حالت کامل تنزّل اور پورے انحطاط کو پہنچ چکی ہے۔ پس اس سے بڑھ کر اور کونسا زمانہ ہو سکتا تھا جس میں کسی ایسے مصلح اور مامور کی ضرورت ہو سکتی ہے جو عیسائیت کے مقابلہ میں اسلام کی صداقت کو عیاں کرے اور جہالت اور بے دینی میں بڑھے ہوئے مسلمانوں کی اصلاح کے کام کو اپنے ہاتھ میں لے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی تائید اور نصرت کے لئے آج سے سوا تیرہ سو سال پیشتر رسُول عربی کے مُنہ سے اس عظیم الشان انسان کی خبر صفحہ دنیا پر پہنچا دی تھی۔ جس نے اس تیرہ و تار زمانہ میں آکر اس کام کو سرانجام دینا تھا۔ جو عیسائی صاحبان کی انتہائی کوششوں کا نتیجہ تھا اِس لئے اس کا درجہ بھی دین اسلام کی تجدید کے لئے آنیوالے سب انسانوں سے بلند اور برتر رکھا گیا۔ یعنی اس کی آمد کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی آمد ثانی قرار دیا گیا چنانچہ وہ خدا کا برگزیدہ اور بروز محمدؐ آیا۔ اور اس نے آکر دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ کے علاوہ آسمانی اور زمینی نشانوں سے ثابت کر دیا کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو خدا تعالیٰ کیطرف سے ہے۔ اس کے ذریعہ خدا نے اپنے جلال اور شان و شوکت کا ثبوت دیا۔ اور اس کی تائید میں دنیا کی سب چیزوں کو اسی کے کام میں لگا دیا۔ ہر ایک چیز اس کے لئے مطیع اور نفع رساں ہو گئی۔ خدا کی سُنّت کے مطابق اسکی مخالفت کرنیوالے بھی اُٹھے۔ لیکن کسی کی دشمنی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔ اور کسی کی عداوت نے اُسے کچھ نقصان نہ پہنچایا بلکہ ہر بات اور ہر واقعہ اس کی صداقت کے ثابت کرنیوالا ہی ثابت ہوا۔ اور چونکہ اس کی صداقت اسلام کی صداقت اور اس کا غلبہ اسلام کا غلبہ تھا اِس لئے مخالفان اسلام کو اس کے سامنے دم مارنے کی ہمّت نہ پڑی انہوں نے گو ضد اور عداوت کی وجہ سے زبان سے تو اقرار نہ کیا مگر دل سے مان گئے کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اس جری اللہ فی حلل الانبیاء نے ان تمام عقائد فاسدہ کو اسلام سے دور کر دیا جو غلطی یا نادانی کی وجہ سے داخل کئے گئے تھے۔ اور اُس اسلام کا چہرہ لوگوں کو دکھا دیا۔ جو عرب کا امی (فداہ ابی و امی) لیکر آیا تھا۔ اور اپنے متبعین کی ایک جماعت بنا کر اس کا نام احمدی جماعت قرار دیا۔ پس اے احمدی جماعت تو وہ جماعت ہے۔ جس نے اس زمانہ میں جبکہ اسلام کو ایک مُردہ مذہب سمجھ لیا گیا تھا۔ دم عیسیٰ سے رُوحانی زندگی حاصل کی ہے اور اس بات کے شاہد ہے ہو تیرے ہر ایک فرد کا فرض ہو کہ وہ اپنے عمل سے اسبات کی تصدیق کرے کہ اسلام کی تعلیم کے مقابلہ میں اور کسی مذہب کی تعلیم نہیں ٹھہر سکتی نہ عیسائیت کی طاقت ہے کہ اسلام کا مقابلہ کرے نہ آریہ مذہب کی ہمت ہے کہ میدان میں نکلے اور نہ ہندو اور یہودی مذہب میں ہی سکت ہے کہ مقابلہ کر سکے۔ کیونکہ اگر تمہاری موجودگی میں اور پھر تمہیں اسبات کی اطلاع ہوتے ہوئے کہ عیسائی مشنری مسلمانوں کو اپنے میں داخل کرنے کی کوشش کرنے لگے ہیں وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔ تو یاد رکھو کہ خدا کے حضور تم اسبات کے ضرور جوابدہ ہو گے کہ کیوں تم نے اپنے فرض منصبی کی ادائگی میں سستی سے کام لیا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس۔ تمہارے پیدا کرنے کی غرض ہی یہی ہے کہ تم لوگوں کے لئے ہدایت اور رشد کا موجب بنو۔ یعنی تمہیں نہ صرف اپنی جان کی بھلائی کی فکر ہو۔ بلکہ اوروں کا بھی خیال ہو۔ اور کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ تمہیں جو دلائل اور براہین کے مضبوط ہتھیار دئے گئے ہیں۔ وہ ایسے مضبوط اور قوی ہیں۔ جن کا مقابلہ کسی سے نہیں ہو سکتا۔ اور کیا تم نہیں سمجھتے کہ دیگر مذاہب کا مقابلہ کرنے کے لئے جو سامان تمہارے پاس ہے وہ اور کسی کے پاس نہیں ہو۔ جب تم یہ سب کچھ جانتے ہو تو بتلاؤ کہ اگر تم نے ایسے لوگوں کو جو مُسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے۔ اور مُسلمانوں کے گھر ہی پرورش پاتے رہے۔ بے توجہی کی وجہ سے عیسائی مشنریوں کے ہاتھ میں جانے دیا تو کس قدر رنج اور افسوس کا مقام ہو گا تم اپنے فرائض کو سمجھو۔ اور ہر ایک مخالف کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کتب کا مطالعہ کرو۔ جن میں اسلام کی صداقت اور دیگر مذاہب کا بطلان کیا گیا ہے۔ اور خاصکر ان کتابوں کو غور سے پڑھو جنمیں عیسائیت کے متعلق لکھا گیا ہے اور جہاں کسی عیسائی مشنری کی گرفت میں آئے ہوئے کسی مسلمان کو دیکھو فوراً اس کی مدد کر کے رہائی دلاؤ۔ اور جس اہتمام اور کوشش سے عیسائیوں کا مشن کام کرنیوالا ہے اس سے بڑھ کر تم اس کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ اگر تم اس کام کو شروع کرو گے تو کامیابی تمہاری ہی قسمت میں لکھی ہے ؂

الاخبار والآراء

روزہ دار احتیاط کریں!

چونکہ سخت گرمی کا موسم ہے اور مزید برآں کافی بارش بھی نہیں ہوئی۔ اس لئے روزہ داروں کو بھوک سے بڑھ کر پیاس لگتی ہے۔ اور اکثر روزہ دار روزہ کھولتے وقت شدت تشنگی کے باعث بہت سا پانی یا دودھ کی لسی پی جاتے ہیں جس سے بیمار ہوجاتے ہیں لاہور میں چند ایک ایسے حادثات وقوعہ پذیر ہوچکے ہیں کہ روزہ داروں کی جان پر آبنی ہے۔ اور بعض مر بھی گئے ہیں۔ چونکہ خالی پیٹ میں دودھ کی لسی پڑکر تکلیف اور بعض اوقات ہلاکت کا موجب ہوتی ہے۔ اسلئے لاہور کی میونسپلٹی نے اعلان کروادیا ہے۔ کہ لوگ روزہ کھول کر دودھ کی لسی نہ پیاکریں۔ بلکہ لیموں کی سکنجبین یا نلکے کا مقطر پانی پیاکریں۔ اور کنوئیں یا نہر کے پانی سے بھی پرہیز رکھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ شہروں کے کنوئیں پانی کی کمی اخراج کی وجہ سے عمدہ حالت میں نہیں ہوتے۔ اسلئے کنوئیں کا پانی پینے سے بھی پرہیز کرنا سکھایا گیا ہے لیکن گاؤں اور قصبات کے ایسے کوئیں سے جن کا پانی مقطر اور صاف ہو پانی پی لینے میں حرج نہیں تاہم روزہ دار احباب کو چاہیئے کہ افطاری نہایت احتیاط سے کریں۔ اور پانی یا شربت سکنجبین تھوڑی تھوڑی مقدار میں پیئیں۔ مومن کو اپنی جان کی فکر کرنا ضروری ہے۔ پھر جبکہ رمضان المبارک کے برکات تندرستی میں حاصل ہو سکتے ہیں تو کیوں نہ احتیاط سے کام لیا جائے۔

سلطنت برطانیہ کے لئے دعائے نصرت

۴۔ اگست کا دن وہ تاریخی دن ہے جبکہ اس موجودہ خوفناک لڑائی کی ابتدا ہوئی تھی۔ اس سال ماہ رواں کی اسی تاریخ تمام مقبوضات برطانیہ میں جن کا رقبہ ایک کروڑ ۱۳ لاکھ مربع میل اور آبادی ۴۱ کروڑ ۶۵ لاکھ نفوس کی ہے۔ گرجاؤں۔ مسجدوں اور مندروں میں فتح و نصرت کی دعا مانگنے کے لئے ہاتھ اٹھائے جائینگے جماعت احمدیہ جس پر گورنمنٹ کے بڑے بڑے احسان ہیں جہاں پہلے اس کی فتح کی دعا کرتی ہے۔ وہاں اس تاریخ خاص طور پر احباب کے لئے دعا کرے کہ خدا تعالیٰ سلطنت برطانیہ کو کامیاب اور بامراد کرے تا جلدی اس تباہی خیز جنگ کا خاتمہ ہو۔ اور ہمارے وہ بھائی جو میدان جنگ میں لڑ رہے۔ بخیریت واپس آجائیں۔ نیز احباب کے لئے بھی دعا کی جائے کہ خدا تعالیٰ لوگوں کو اپنے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پہچاننے اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ اور قہری نشانوں پر اپنی رحمت کی بارش برسائے۔

عورتیں مردوں کی نسبت کیوں زیادہ مرتی ہیں؟

گورنمنٹ پنجاب کی رپورٹ حفظان صحت بابت ۱۹۱۴ء کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہوئی۔ کہ ۱۰ سے ۳۰ سال تک کی عورتیں اسی عمر کے مردوں کی نسبت زیادہ مرتی ہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل شمار و اعداد سے اسبات کی تصدیق ہوتی ہے:۔

	۱۰ سے ۱۵ سال تک کی عمر	۱۵ سے ۲۰ سال تک کی عمر	۲۰ سے ۳۰ سال تک کی عمر
مردوں کی اموات	۱۱۹۱۳	۹۸۰۰	۱۹۸۶۶
عورتوں کی اموات	۱۲۴۷۵	۹۸۶۶	۲۱۵۳۸

لیکن ۳۰ سال سے زیادہ عمر کے مردوں اور عورتوں کی اموات کی حالت اس کے برعکس ہے۔ ۳۰ سال تک کی عورتوں کا مردوں کی نسبت زیادہ مرنے کی یہ وجہ تو ہو نہیں سکتی کہ انہیں پردہ کی وجہ سے گھر کی چار دیواری میں رکھا جاتا ہے اس لئے انکی صحت بگڑ جاتی ہے۔ کیونکہ اگر اس وجہ سے عورتوں کی اموات میں زیادتی ہوتی۔ تو بچوں کی شرح پیدایش میں ضرور کمی واقعہ ہونی چاہیئے تھی۔ حالانکہ پنجاب کے قریباً کل اضلاع میں بچوں کی پیدایش میں پہلے کی نسبت بہت زیادہ ترقی ہوئی ہے۔ ہاں اس کا باعث یہ ہے کہ چونکہ اس عمر کی عورتوں کو مادرانہ ذمہ داریوں میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ اور پنجاب کی اکثر عورتیں کمی علم کی وجہ سے اپنی صحت کو بحال رکھنے سے ناواقف ہیں اس لئے بچوں کی ہلاکت کا باعث ہوتے ہوئے اپنا بھی خاتمہ کر بیٹھتی ہیں۔ اسی سبب سے جہاں بچوں کی پیدایش میں ترقی ہے۔ وہاں انکی اموات بھی بہت بڑھ گئی ہیں اس کا دفعیہ سوائے اس کے اور کسی طرح نہیں ہو سکتا کہ عورتوں کی زچگی کی حالت میں عمدہ طور پر حفاظت کیجائے۔ اور انہیں تعلیم اور پرورش اولاد کے قواعد سکھائے جائیں تا کہ وہ اپنی اور اپنے بچوں کی صحت اور تندرستی کا عمدگی سے خیال رکھ سکیں؟

۲ دو ہزار جانوں کا نقصان۔

امریکہ کے شہر شکاگو سے ایک سٹیمر اڑھائی ہزار مرد و عورت کو سوار کر کے لے جا رہا تھا کہ دریا میں الٹ گیا۔ اور قریباً دو ہزار نفوس غرق ہو گئے۔ سٹیمر پر سوار ہونے والوں میں سب سے زیادہ تعداد سیر و تفریح کرنیوالے لوگوں کی تھی۔ گو یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکا کہ جہاز کے الٹنے کی کیا وجہ ہے لیکن بوجھ کا زیادہ ہونا خیال کیا جاتا ہے۔ ڈوبنے والوں کے ایسے دردناک نظارے بیان کئے جاتے ہیں کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

یہ ایک عبرت انگیز اور سبق آموز اتفاقات ہیں کہ اتفاقی طور پر جہازوں پر سوار ہونے والے کثرت سے ہلاک ہوئے ہیں جو سیر و تفریح کے لئے سمندر میں ڈالے گئے یا جن پر اسی مقصد کے لوگ سوار ہوئے ہیں۔ چنانچہ ٹائی ٹینک کے تباہی خیز حادثہ کی یاد ابھی لوگوں کے دلوں میں تازہ ہی تھی کہ امریکہ کے لیوسی ٹانیا کی غرقابی بہت سی جانوں کی ہلاکت کا باعث ہوئی۔ اور اب یہ تازہ واقعہ سننے میں آیا ہے۔

افسوس کہ جن لوگوں کی زندگیاں صرف دنیا کے لئے وقف ہو رہی ہیں وہ ان حادثات پر غور نہیں کرتے وما الحیٰوۃ الدنیا الا لعب ولھو۔ وللدار الاخرۃ خیرٌ للذین یتقون افلا تعقلون۔ حالانکہ دنیا کی زندگی کھیل اور مشغولہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ اور انجام انہیں لوگوں کا اچھا ہوتا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کا تقوٰی اختیار کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ عقل نہیں کرتے اور پیش آمدہ واقعات سے عبرت نہیں پکڑتے۔

احمدی موٹر ڈرائیور

ایک نوجوان لکھتے ہیں کہ میں احمدی ہوں اور موٹر ڈرائیوری کا کام جانتا ہوں بہت مہربانی ہوگی۔ اگر کوئی احمدی بزرگ کسی مناسب جگہ پر انہیں ملازم کرادیں گے۔ خط و کتابت معرفت الحکم قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی

(فرمودہ ۳۰ رجولائی ۱۹۱۵ء)

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ فلا وربک لا یؤمنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیما

۴-۶۷-۶۸

بدی اور گناہ کے مرتکب دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک تو ایسے ہوتے ہیں جو بدی کو بدی سمجھتے ہی نہیں — اور ایک وہ جماعت ہوتی ہے جو بدی کو بدی سمجھ کر اسکی مرتکب ہوتی ہے۔ بدی کو بدی نہ سمجھنے والے لوگ تو غیر مذاہب والے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے سچے اور آسمانی مذہب میں گناہ اور بدیاں ہیں۔ لیکن انکے مذاہب میں جائز اور روا ہیں۔ مثلاً مسیحی صاحبان شراب پیتے ہیں اور یہ ان کے مذہب میں جائز ہے۔ حتیٰ کہ انکی بعض عبادتوں میں اسکے پینے کا حکم ہے اسلئے یہ جب شراب کا استعمال کرینگے تو برا سمجھکر نہیں کرینگے بلکہ جائز اور مذہبی حکم سمجھ کر کرینگے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان اسکا استعمال کریگا تو بدی سمجھ کر کریگا۔ اسی طرح اور بعض ایسے گناہ ہیں۔ جو ہر ایک مذہب میں گناہ ہیں مگر بعض کو انکا علم نہیں ہوتا۔ ایسی حالت میں وہ اس کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بہت سی بدیاں مسلمانوں میں رائج ہیں مگر جہالت کی وجہ سے جائز اور کار ثواب سمجھتے ہیں مثلاً گیارھویں دینا۔ نیاز اور پیر کا بکرا چڑھانا۔ ان باتوں کو وہ پسندیدہ سمجھتے ہیں۔ تو ایک بدیاں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ انکو بدی سمجھ کر ارتکاب نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کی بدیاں بھی ضرور ضرر رساں ہیں۔ مگر ایک حد تک قابل چشم پوشی بھی ہیں بلحاظ اسکے کہ یہ بدیاں ہیں۔ نقصان ضرور پہنچائینگی اور بلحاظ اسکے کہ وہ جسم اور روح کے لئے مضر اور نقصان دہ ہیں۔ انسان کے لئے ضرور تکلیف دہ ثابت ہونگی لیکن ان کا جرم جو ہے۔ وہ خدا کے حضور میں ایک حد تک قابل معافی ہے کیونکہ اس بات کی انکو سزا نہیں ملیگی کہ تم نے خدا کے حکم کو جان بوجھکر کیوں توڑا۔ وہ انسان بھی دکھ پائے گا۔ جس نے کسی بدی کو جان بوجھکر نہ کیا۔ کیونکہ جو زہر کی پڑیا کھائے گا مریگا۔ خواہ جان بوجھ کر نہ کھائے۔ لیکن اگر وہ لوٹ پوٹ کر بچ جائے۔ تو گورنمنٹ اسکو اسلئے سزا نہیں دے گی کہ تم خود کشی کے فعل کے مرتکب ہوتے ہو کیونکہ اس نے جان کر ایسا نہیں کیا۔ پس خود کشی جو دنیاوی اور الہی دونوں حکومتوں کا جرم ہے اگر غلطی سے زہر کھانے کے نتیجہ میں ہو اور اگر ایسا شخص آخر میں بچ جائے گا تو دنیاوی حکومت اسے سزا نہ دیگی۔ اور اگر مرجائے گا تو الہی حکومت اسے مجرم نہ سمجھے گی لیکن اگر کوئی جان بوجھ کر خود کشی کا ارتکاب کریگا اور بچ جائے گا تو یہ حکومت اسے سزا دے گی اور اگر مرجائے گا۔ تو اگلی حکومت اسے مجرم ٹھہرائیگی۔ کیونکہ ایک سزا بغاوت کی سزا ہوتی ہے اور ایک فعل کے نتیجہ میں سزا ملتی ہے اسلئے کہ اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا اسے نقصان نہیں ہوگا۔ مگر اسلئے کہ جو اسنے غلطی کی ہے۔ اسکا خمیازہ اٹھائے۔ اسے تکلیف ہوگی اور غلطی کی وجہ سے چونکہ اسکے دل پر زنگ لگ گیا ہے اسلئے ضروری ہے کہ علاج کیا جائے یہ ایک قسم گناہوں اور گناہ کرنے والوں کی ہے۔ دوسری قسم کے گناہ کرنے والے ایسے ہوتے ہیں۔ جو جان بوجھکر بدی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) وہ جو گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے کرتے ہیں اور جب ان سے اسکے متعلق پوچھا جائے۔ تو اقرار کر لیتے ہیں کہ واقعی ہم اس بدی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مگر مجبور ہیں کمزوریوں کی وجہ سے اس فعل بد سے بچنے کی طاقت نہیں ہے۔

(۲) وہ جو بدی کو بدی سمجھکر کرتے ہیں اور پھر اس بدی کو نیکی ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسپر اصرار اور ضد کرکے اپنی خجالت اور شرمندگی کو مٹانا چاہتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ پہلی قسم کے لوگوں سے زیادہ ضرر رساں ہوتے ہیں کیونکہ پہلی قسم کے لوگ صرف اپنے نفس کے لئے ہلاکت اور تباہی کا ہی باعث نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ بہتوں کے لئے ہدایت کا موجب بھی ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎ من نہ کردم شما حذر بکنید۔ یعنی میںنے تو اپنی جان کو تباہ کر لیا ہے اور کوئی احتیاط نہیں کی۔ مگر تم میری حالت کو دیکھکر اپنا بچاؤ کر لو۔ تو ایسے لوگ گو اپنے نفس کو تباہ کر لیتے ہیں۔ مگر دوسروں کے لئے عبرت اور نصیحت کا موجب بنجاتے ہیں لیکن وہ جو بدی کو بدی سمجھ کر کرتے ہیں اور پھر اس پر اصرار کرتے ہیں کہ ہم نے یہ بدی نہیں کی بلکہ نیکی کی ہے۔ ایسے لوگ خدا کے حضور بڑی پکڑ کے قابل ہوتے ہیں کیونکہ یہ نہ صرف اپنے آپکو ہلاک کرتے ہیں بلکہ اوروں کو بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کی ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔

یہ جو میںنے آیتیں پڑھی ہیں۔ ان میں سے ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے جو بدی کو بدی سمجھ کر کرتے ہیں اور پھر اس پر پچھتاتے نہیں بلکہ یہ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ کہ ہمنے جو کچھ کیا ٹھیک کیا ہے۔ اگر ہمنے ایک ایسی بات نہیں مانی جو رسول کا اپنا خیال تھا تو کیا ہوا کوئی خدا کا حکم تو نہیں تھا جس کا ہمنے انکار کیا ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ہمنے کوئی رسول ایسا نہیں بھیجا مگر اسی لئے کہ اسکی اطاعت کی جائے۔

ایک احکام ایسے ہوتے ہیں جو قانون کے رنگ میں ہوتے ہیں جنہیں حکومت نافذ کرتی ہے اور چھاپ کر شائع کر دیتی ہے انکی پابندی کرنے سے سکھ اور انکو توڑنے سے دکھ اٹھانا پڑتا ہے لیکن ایک احکام ذمہ وار احکام کی طرف سے ہوتے ہیں مثلاً ضرورت کے وقت ڈپٹی کمشنر کی طرف سے یا لفٹنٹ گورنر کی طرف سے جاری ہوتے ہیں۔ جو کوئی انکا انکار کرتا ہے وہ بھی سزا پاتا ہے۔ کیونکہ یہ حاکم مقرر ہی اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اپنے احکام جاری کریں۔ چونکہ حکومت نے انکے فیصلہ کو اپنا فیصلہ اور ان کے حکم کو اپنا حکم اور انکی اتباع کو اپنی اتباع قرار دیا ہے اسلئے ان کے حکم بھی ہر ایک کے لئے قابل قبول ہوتے ہیں۔ اور جو انکی تابعداری نہیں کرتا

وہ سزا پاتا ہے۔ خداتعالےٰ نے فرمایا کہ جب رسولوں کے بھیجنے کی غرض یہی ہے۔ اور یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ ہمنے کوئی رسول بھیجا ہی نہیں۔ مگر اسلئے کہ اسکی اطاعت کیجائے تو پھر جو بھی وہ حکم دے اسے ماننا ہوگا۔ اور یہ مت خیال کرو۔ یہ بندہ کی اطاعت ہے بلکہ یہی سمجھو۔ کہ خدا کی اطاعت ہے کیونکہ اس بندہ کی اطاعت خدا کے حکم کے ماتحت ہے پس ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ اگر انہوں نے غلطی کی تھی تو انہیں چاہئے تھا کہ بجائے اسکے کہ اصرار کرتے تیرے پاس آتے اور اللہ تعالےٰ سے معافی مانگتے اور تجھ سے بھی کہتے کہ اے رسول ہمارے لئے استغفار کر کیونکہ وہ حکم جس کا انہوں نے انکار کیا تھا وہ بھی تیرے ہی واسطے سے دیا گیا تھا۔

اس آیت کے سیاق سے بھی اور خود اس آیت سے بھی پتہ لگتا ہے کہ یہ حکم رسول کا حکم تھا کیونکہ جو خداتعالیٰ کی طرف سے بذریعہ الہام کے احکام جاری ہوتے ہیں انکے توڑنے والے کو بطور خود استغفار کافی ہوتا ہے رسول کے ذریعہ سے معافی مانگنے کی تائید شرط بتاتی ہے۔ کہ یہ حکم دراصل رسول کا حکم تھا اسلئے براہ راست معافی کی بجائے رسول کی زندگی میں رسول کے ذریعہ معافی مانگنے کا حکم دیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر وہ ایسا کرتے۔ تو اللہ بڑا بخشش کرنے والا اور رحیم ہے انہیں ضرور معاف کر دیتا۔ مگر انہوں نے ایسا کرنے کی بجائے آگے سے کہدیا۔ کہ ہم خدا کی طرف سے جو حکم آتے ہیں۔ انکو مانتے ہیں۔ رسول کے اپنے حکموں کو ماننے کی ہمیں ضرورت نہیں اسلئے نہیں مانتے فرمایا فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم۔ تیرے رب کی قسم یہ انکا غلط خیال ہے یہ اسوقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ جس بات میں اختلاف ہو جائے اس میں تجھ سے فیصلہ نہ کرائیں یعنے کوئی ایسی بات جس کے متعلق خداتعالےٰ کا صریح حکم نہ پایا جاتا ہو۔ اسمیں اگر اختلاف ہو جائے تو انہیں چاہئے کہ تجھ سے فیصلہ کرائیں۔ اور اگر وہ ایسی باتوں میں تجھے حَکَم نہیں قرار دیتے۔ وہ مسلمان ہی نہیں ہیں۔ اور پھر تجھے حَکَم ہی قرار نہ دیں یعنے طوعًا وکرہًا تیرے فیصلہ کو قبول کریں بلکہ ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ اپنے دلوں میں اس فیصلہ کے متعلق ذرا بھی کسی قسم کی تنگی محسوس کریں یعنے انہیں نبی کے فیصلہ پر شرح صدر ہو جاوے اور پورے طور پر نبی کی اطاعت کریں۔ یہ حکم ہے رسولوں کی اطاعت کے متعلق جب تک کسی میں ایسی اطاعت نہ پائی جاتی ہو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تیرے رب کی قسم وہ مسلمان ہی نہیں ہے چونکہ رسول کے حکم کا انکار تھا اسلئے خداتعالےٰ نے رسول کے رب کی قسم کھائی ہے یعنی اپنی نسبت رسول کی طرف دی ہے اور پہلے بھی فرمایا ہے کہ رسول کی وساطت سے اگر وہ گناہ معاف کرواتے تو معاف ہو سکتے تھے اور یہ اسلئے کہ رسول کے حکموں کا توڑنا کوئی معمولی بات نہیں۔ پس یہ سوال بہت گندہ سوال ہے کہ رسول کا یہ حکم الہام ہے۔ یا اسکا اپنا ہے۔ یہی سوال کر کے ایک جماعت تباہ ہو چکی ہے اور وہ چکڑالوی جماعت ہے اور اس سے پہلے متفرق طور پر اور لوگ بھی ہوگئے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ سوال ہماری جماعت میں بھی پایا جاتا ہے کہ حضرت صاحب نے فلاں بات الہام سے کہی ہے یا یونہی کہی ہے ابھی پرسوں کا ذکر ہے کہ ایک آدمی نے لکھا ہے کہ ایک احمدی غیر احمدی کو لڑکی دینے لگا تھا میں نے اسکو منع کیا اور کہا کہ حضرت مسیح موعود کا حکم ہے کہ غیر احمدی کو لڑکی نہیں دینی چاہئے تو اسنے کہا کہ حضرت صاحب نے یہ حکم الہام سے دیا ہے یا خود دیدیا ہے۔ اگر الہام سے ہے تب تو اسکا ماننا ضروری ہے اور اگر نہیں تو اسکے خلاف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن وہ نادان نہیں جانتا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ اگر کوئی کہے کہ یہ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور خاص آپ ہی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ یہ مرض اسوقت بھی بعض لوگوں میں پھیلی ہوئی ہے کہ وہ عام اصول کو خاص کر دیتے ہیں اور خاص کو عام چنانچہ بعض لوگ لو تقول والی آیت کو خاص کرتے ہیں۔ اور بعض نادان بعض خاص باتوں کو عام کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف یہ استدلال کیا ہے کہ چونکہ یحییٰ کے لئے آیا ہے لم نجعل لہ من قبل سمیا پس نبی وہ ہوتا ہے جس کا نام ایسا نام ہے کہ اس سے پہلے کسی کا وہ نام نہ ہو اور چونکہ یہ بات حضرت مسیح موعود میں نہیں پائی جاتی۔ اسلئے وہ نبی نہیں۔ حالانکہ انبیاء کی جو خصوصیات ہوتی ہیں۔ انکا پتہ الفاظ سے ہی لگجاتا ہے۔ یہ عام نشان ایسے ہوتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک نبی کی صداقت سے تعلق ہوتا ہے مثلاً خداتعالےٰ مخالفین آنحضرت صلعم کو فرماتا ہے کہ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من احد عنہ حاجزین۔ کہ اگر یہ جھوٹا دعوےٰ کرتا تو ہم اسے پکڑ کر ہلاک کر دیتے اور اسکی رگ جان کاٹ دیتے اسکے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ یہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے اور کسی کے لئے نہیں تو پھر نبوت کا دعوےٰ کرنا ہر ایک کے لئے آسان کام ہو جاتا ہے مثلاً کوئی کہے۔ کہ میرے چہرہ پر چونکہ یہ داغ ہے اسلئے میں نبی ہوں اسے کہا جائے کہ یہ کسطرح نبی ہونے کی نشانی ہے تو وہ کہے کہ یہ نشانی خاص میری صداقت کے لئے ہے اگر میں نبی نہ ہوتا تو یہ نشان ہرگز نہ ہوتا یہ قضیہ شخصیہ ہے۔ اسلئے اس نشان کا میرے چہرہ پر ہونا میری نبوت کی صداقت ہے۔

پس اس طرح تو کوئی مکذب بھی جھوٹا نہیں ثابت ہو سکتا پس یہ جہالت اور نادانی کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ انبیاء کے متعلق کسی خاص قاعدہ کو عام کیا جائے اور عام کو خاص۔

پس ممکن ہے کہ حتّٰی یحکموك میں بھی کوئی کہدے کہ یہ رسول اللہ کے احکام کے ماننے کے متعلق ہے اول تو اسکا خاص کرنا ہی نادانی ہے دوسرے اسکے عام ہونے کے متعلق قرینہ بھی موجود ہے چنانچہ پہلے خداتعالےٰ نے فرمایا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یہ ایک عام قاعدہ خداتعالےٰ نے بتایا ہے کہ کوئی بھی نبی نہیں بھیجا گیا مگر اسلئے کہ اسکی اطاعت کی جائے اور اسپر یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینہم ثم لا یجدون فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔ پس یہ قضیہ شخصیہ نہیں بن سکتا کیونکہ خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک رسول جو خدا کی طرف سے آتا ہے وہ اپنی قوم کا مطاع ہوتا ہے۔

اب جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے

فلاں بات الہام سے کہی ہے یا خود بخود اسے سوچنا چاہئے کہ قرآن شریف تو اولو الامر کے حکم کو ماننے کی بھی تاکید کرتا ہے۔ تو کیا وہ ان کے حکموں کو اس لئے مانتا ہے۔ کہ انہیں الہام ہوتا ہے نہیں۔ کیا انگریزوں کا حکم اس لئے مانتا ہے کہ وہ الہام سے ہے ذرا مخالفت کر کے تو دیکھئے کیا نتیجہ نکلتا ہے پس اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ ہر ایک حکم کے لئے الہام کی ضرورت نہیں ہوتی۔ خدا تعالےٰ تو خلفاء کے منکرین کی نسبت فرماتا ہے من کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفاسقون۔ کہ جو ان کی اطاعت نہیں کرتا وہ فاسق ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں۔ جو امیر کی اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے اور جو امیر کی نہیں کرتا وہ میری بھی نہیں کرتا۔ پھر بیوی خاوند کا حکم مانتی ہے اور بیوی پر خاوند بغیر الہام کے حکومت کر سکتا ہے پھر رعیت پر حکام بغیر الہام کے حکومت کر سکتے ہیں۔ مگر (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کے انبیاء کی ہی ایسی گندی رائے ہوتی ہے کہ وہ جو بھی حکم دیں۔ اس کے متعلق پوچھا جائے کہ الہام سے دیتے ہو۔ یا اپنی رائے سے اگر وہ الہام سے کہیں تو ماننا ضروری ہے اور اگر خود کہیں تو ماننے کی ضرورت نہیں۔ بعض نادان اسکی تائید میں بریرہ والی حدیث پیش کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے کبھی کوئی حکم حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علی وغیرہ جلیل القدر صحابہ کو بھی دیا تھا یا نہیں؟ اگر دیا تھا تو انکی بھی کوئی ایسی مثال پیش کرو کہ جب انہیں کوئی حکم دیا گیا ہو تو آگے سے انہوں نے کہدیا ہو کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ الہام کے ذریعہ ہمیں یہ حکم دیتے ہیں یا خود فرماتے ہیں۔ طلحہ۔ زبیر سعد سعید وغیرہ یہ لوگ جو بڑے بڑے درجے رکھنے والے تھے اور جن کے متعلق خدا تعالےٰ کے فعل نے بھی شہادت دیدی کبھی اس طرح کہا ہو کبھی کوئی انکی نسبت ایسا نہیں ثابت کر سکتا۔ اس بات کی تائید میں اگر پیش کیا جاتا ہے تو ایک لونڈی عورت کو جس کی نسبت یہ بھی دیکھنا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے کتنی مستفید ہوئی۔ اسکا ایمان کیسا تھا وہ کیسے اخلاص والی تھی۔ یہ تو ایک ایسی عورت کی شہادت ہے لیکن اگر رسول اللہ کے کسی صریح حکم

کے خلاف سارے صحابہ بھی اسی طرح کرتے تو ہمیں سارے صحابہ کو غلطی پر یقین کرتا پس جب سارے صحابہ کے اس قسم کے فعل کو ہم چھوڑنے کے لئے تیار ہیں تو بریرہ کا فعل کہاں سند ہو سکتا ہے؟ پھر کہتے ہیں حضرت عمرؓ کو پوچھا گیا تھا کہ یہ کرتا آپ نے کہاں سے پہنا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ پوچھنے والا عثمانؓ علیؓ طلحہؓ زبیرؓ وغیرہ میں سے کوئی نہ تھا اور نہ انہوں نے اس طرح کہا۔ کہنے والا ایک بدوی تھا۔ جو معمولی صحابی بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر اسکا یہ کہنا کوئی نیکی اور عمدگی کا کام ہوتا تو ضرور صحابہ کرام میں سے بھی کوئی کہتا اور اسکے ثواب سے بہرہ اندوز ہوتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسی طرح کوئی پیش کرے کہ عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے گلے میں رسی ڈالکر کہا تھا کہ آپ انکو آزادی دیں تب میں چھوڑونگا۔ یہ بڑی جرأت اور دلیری کا کام تھا۔ وہ تو منافق تھا۔ اسکا ایسا کرنا ایک بہت برا فعل ہے نہ کہ قابل سند تو اس قسم کی باتیں ادنیٰ درجہ کے لوگوں سے ہی ظہور میں آئی ہیں۔ بریرہ ایک ناواقف عورت تھی اس نے اس طرح کہا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی نادانی پر ہنس دیا تو کیا ہوا کبھی کوئی کسی بڑے صحابی کو ایسے فعل کا مرتکب نہیں دکھا سکتا پھر خلفاء کے عمل سے کوئی ثابت نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہاں تو یہی دکھائی دیگا کہ کسی نے رسول اللہ کو کہا کہ آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا تو تلوار لئے کھڑے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ حکم ہو تو گردن اڑا دیں یہ کبھی نہیں دیکھا جائے گا کہ انہوں نے کہا ہو کہ فلاں حکم کے متعلق آپکو الہام ہوا ہے یا نہیں۔ ایسا کہنے والے تمام وہی لوگ ہونگے جنکو آنحضرت صلعم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی یا منافقوں کی جماعت میں کا کوئی ہوگا اور بعد میں بدوی لوگ ہونگے۔ تو نبی کے حکم کے متعلق الہام کا سوال کرنا ایسے ہی لوگوں کا کام ہے جن کو دین کی واقفیت نہیں یا جن کے ایمان مضبوط نہیں اگر رسول کے ہر ایک حکم کی اطاعت کرنا ضروری نہیں تو خدا تعالےٰ نے یہ کیوں فرمایا ہے کہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ اگر رسول کے اس حکم کو ماننا تھا جو خدا کی طرف سے وحی کے ذریعے آئے تو یوں کہنا چاہئے تھا کہ ہم جو حکم دیتے ہیں

اسلئے دیتے ہیں کہ لوگ اسکو مانیں۔ رسول کی اطاعت پر زور دینا ثابت کرتا ہے کہ یہ اطاعت اس اطاعت کے علاوہ ہے۔ جو رسولوں کے الہامات میں ہوتی ہے یہاں جو خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اس سے رسول کے احکام کی اطاعت کرنا مراد ہے۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو اس سے بہت ہوشیار رہنا چاہئے یہ ایک سخت گستاخی کا حکم ہے اس لئے اس سے اجتناب کرنا چاہئے اور باتیں جانے دو۔ تم لوگوں نے کم از کم یہ تو بیعت میں اقرار کیا ہوا ہے۔ کہ امر بالمعروف کی اطاعت کرینگے اب دو ہی باتیں ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت مسیح موعود کا ہر ایک حکم معروف ہے۔ دوسرے یہ کہ نہیں اگر نہیں تو ماننا پڑیگا کہ خدا نے مسیح موعود کو ایسا بھیجا ہے جس کو امر بالمعروف کا بھی پتہ نہیں۔ اور اگر اسکے احکام امر بالمعروف ہیں تو انکی تعمیل کرو تم نے بیعت کرتے وقت یہ شرط نہیں کی تھی کہ ہم آپکی صرف وہ بات مانینگے جو آپ الہام سے کہینگے اور یہ ناممکن ہے کہ نبی امر بالمعروف کے خلاف کوئی بات کہے۔ یہ جو شرط ہے کہ ہم امر معروف میں اطاعت کرینگے صرف خدا کے ادب کے لئے ہے۔ جیسا کہ حضرت شعیب نے کفار سے کہا ہے وما یکون لنا ان نعود فیھا الا ان یشاء اللہ ربنا۔ کہ میں تمہارے مذہب کو قبول نہیں کر سکتا مگر جو اللہ چاہے (حالانکہ نبی کے لئے غیر ممکن ہے کہ وہ کفار کا مذہب اختیار کرے) تو یہ شرط خدا تعالےٰ کی شان اور جبروت کے لئے رکھی جاتی ہے۔ ورنہ نبی کوئی بات امر معروف کے خلاف نہیں کہتا۔ پس وہ شخص جو کہتا ہے کہ فلاں بات مسیح موعودؑ نے الہام سے کہی ہے یا نہیں اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا سوال اٹھانے پر فلا و ربک لا یومنون کا فتوےٰ صادر ہوگا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسیح موعود حکماً ہوگا یعنی مختلف فیہا مسائل میں فیصلے دیگا اور عدلاً ہوگا یعنی جو فیصلہ دیگا وہ عدل اور انصاف سے دیگا۔ کیا اگر مسیح موعود کے وہ فیصلے جو الہام کے سوا آپ نے کئے ہیں ماننے ضروری نہیں ہیں اور انکا ہی نہ ماننا ضروری ہے۔ جو الہام سے ہوں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کہاں۔ خدا تعالےٰ نے۔

کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ وہ عدل کے فیصلے دیگا کیا نعوذ باللہ خدا مسیح موعود سے پہلے ظلم کے فیصلے دیا کرتا تہا۔ ہر گز نہیں۔ پس اس کا مطلب یہ ہے کہ مسیح موعود خود ایسے فیصلے دیا کریگا جن پر بحث کرنے کی کوئی گنجائیش نہیں ہوگی کیونکہ وہ حکم اور عدل ہوگا۔ اسلئے اسکا ہر ایک فیصلہ عدل اور راستی کے مطابق ہوگا۔

جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مسیح موعود حکماً عدلاً ہوگا پھر تم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم آپکی معروف میں اطاعت کرینگے تو اگر تم اسکے خلاف کروگے۔ تو سمجھ لو کسقدر گناہ کے مرتکب ہوگے یہ کوئی چھوٹا سا معاملہ نہیں قرآن کا فیصلہ ہے کہ وہ انسان مومن ہی نہیں۔

پس کیسا افسوس ہے اس انسان پر جو کرے تو بدی لیکن اپنے نفس کے لئے اسے نیکی ظاہر کرے اسکے بجائے تو یہ بہتر ہے کہ وہ کہے کہ مسیح موعود کا یہ حکم تو قابل عمل ہے لیکن میرے اندر کمزوری ہے اسلئے میں اسکی پابندی نہیں کر سکتا اگر ایسا نہیں کہتا۔ تو اسکی وجہ سے جتنے لوگ اس فعل کے مرتکب ہونگے ان کے گناہ کا بوجھ ان کے سر پر ہوگا خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو سمجھ دے کہ وہ رسول کے سب حکموں کو مانیں۔ یہ سوال ہمیشہ انہی لوگوں کی طرف سے کیا گیا ہے۔ جن کی فطرتیں گندی ہوتی ہیں۔ نہ خلفاء میں سے کسی نے کہا ہے نہ صحابہ کبار میں سے نہ مجددین اور اولیائے کرام میں سے کسی نے کہا ہے۔ اگر یہ سوال اٹھا ہے تو عبد اللہ چکڑالوی اور اسکی فطرت کے لوگوں کی طرف سے اٹھا ہے مگر اسکی جو کچھ حالت ہے وہ جاننے والے خوب جانتے ہیں خلیفۃ المسیح اول نے کبھی مسیح موعود سے اس طرح نہیں کہا وہ لوگ جنہوں نے حضرت مولوی صاحب کو دیکھا ہے، جانتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کی خشیت تقوےٰ اور پرہیز گاری کس قدر آپ میں تھی۔ لیکن باوجود اسکے آپ ایکدفعہ سفر کو گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپکو فرمایا کہ فلاں شہر میں نہ جانا۔ لیکن بعض حالات ایسے پیش آئے کہ آپنے اس حکم کی تاویل کی کہ سخت ضرورت کی صورت اس سے مستثنیٰ ہے پس آپ کسی مجبوری کی وجہ سے چلے گئے۔ جب واپس آئے تو سخت بیمار ہوگئے احباب علاج کرنے لگے تو فرمایا کہ یہ جو کچھ ہے مجھے معلوم ہے۔ حضرت صاحب کے حکم کے خلاف کرنے کی سزا ہے حضور سے دعا کرائی جائے چنانچہ دعا کرائی گئی اور خدا تعالےٰ نے شفا دیدی تو مسیح موعود کا یہ حکم الہام کے ذریعہ نہ تہا مگر خدا تعالےٰ نے یہ ثابت کرنیکے لئے کہ نبی کے حکم کی ذرا بھی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے جھٹ مواخذہ کیا۔ اور اس فوری گرفت کا سبب بھی حضرت مولوی کے تقوےٰ وخشیت کا مقام تہا۔ تاکہ آپ فوراً اصلاح فرمالیں اور حسنات الابرار اور سیئات المقربین مشہور قول ہے۔ غرض مولویصاحب نے کبھی یہ نہیں کہا کہ کیا آپکو خدا نے یہ حکم وحی کے ذریعہ بتایا ہے اور نہ مولوی عبد الکریم رضؓ نے کہا پس یہ کہنے والا دیکھے کہ اسکی روحانیت اسی درجہ کی ہے جیسے نور الدین رضؓ کی تہی یا نہیں اگر نہیں تو سمجھ لے کہ اسے نفس نے دھوکہ دیا ہے۔

خدا تعالےٰ ہماری جماعت کو نبی کے تمام حکم سمجھنے کی توفیق دے ایسے آدمی جو اس قسم کے خیالات رکھتے ہیں کبھی ایمانی اور روحانی ترقی نہیں کر سکتے بلکہ تباہ ہو جاتے ہیں پس تم ایسے عقیدہ سے ڈرو۔ جو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا جاتا ہے اور انسان بودا ہو کر تباہ ہو جاتا ہے ❊

ھدایۃ المھتدی الی حقیقۃ المھدی

(مصنفہ حضرت مولانا سید محمد عبد الواحد صاحب ساکن بنگال)

ایک عمدہ رسالہ ہے کسی غیر احمدی کے سوالات کی بنا پر محض مختصر طور پر لکھا گیا ہے ۶۰ صفحہ کا رسالہ ہے مگر ہمارے سلسلہ کی اکثر ضروری باتوں پر مشتمل ہے۔ ابتدائی حالت میں ناواقفوں کے لئے موجب واقفیت ہے اور مخالفوں کے لئے دندان شکن جوابات ہیں۔ اکثر دلائل کتب مسلمہ سے مخالفین کے لائے گئے ہیں حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے بھی اس رسالہ کو پسند فرمایا ہے۔ مشرقی بنگال مونگیر حیدر آباد وغیرہ میں شائع ہوا ہے۔ حسن وقبح دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے طبع بھی عمدہ ہوا ہے۔ خوشخط عمدہ کاغذ ... قیمت ۳ر علاوہ محصولڈاک ہے جو صاحب چاہیں منگاکر دیکھ سکتے ہیں۔

المشتہر

خاکسار سید سعید احمد احمدی از مولوی پاڑہ مقام برہمن بڑیہ ضلع ٹپرہ ملک بنگال